کنزالمدارس کے سلیبس کے مطابق

فقہ السیرۃ

القسم الاول

سوالاً جواباً

استاد محترم زاہد رضوان مدنی

عبدالواسع شاہد عطاری

جامعۃ المدینہ جڑانوالہ

سوالنمبر 1 : کتاب فقہ السیرۃ کے مصنف کا نام لکھیں

جواب : محمد سعید رمضان البوطي

سوالنمبر 2 : مصنف کے حالات زندگی لکھیں ؟

جواب : نام : محمد سعید رمضان البوطی

والد کا نام : رمضان

ولادت : آپ 1929 میں ترکی کی حدود میں جزیرہ بوطان میں واقع جلیکا بستی میں پیدا ہوے

رہائش:آپ نے 4 سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ سے دمشق کی جانب ہجرت کی

تعلیم : آپ نے سکینڈری تعلیم معھد التوفیح الاسلامی سے حاصل کی آپ نے جامعۃ الازھراء کے کلیہ الشرعیہ سے شھادت العالیہ ماسٹر کی ڈگری 1955 میں حاصل کی

تصنیفات: لا یاتیہ الباطل . . . في سبیل الحق

القسم الاول

کیف تطورت دراستها وکیف یجب فهمها الیوم

سوالنمبر 3 : کیا السنبی کے مطالعے سے عرض تاریخی واقعات پر واقفیت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں ؟

جواب : نہیں ، کیونکہ اول تو تاریخی واقعات سے سیرت النبی کو سمجھنا ممکن نہیں ہے اوریا تو پھر کسی بادشاہ کی سیرت یا ماضی کے کسی زمانے کی تاریخ بن جائے گی

: سوالنمبر 4 : سیرت النبی کے مطالعے سے کیا غرض ہے ؟

جواب : ایک مسلمان بنیادی اصول اور قواعد کو ذھن میں رکھ کی حضور کے اسوہ حسنہ کی عملی تصویر سے اسلام کی حقیقت کی صورت دیکھے

سوالنمبر 5 : سیرت النبی کے مطالعے سے کیا مراد ہے ؟

جواب : یہ ایک ایسا تطبیقی عمل ہے جس کے زریعے حقیقت اسلام کا صحیح ڈھانچہ سامنے آے

سوالنمبر 6 : مصنف نے سیرت النبی کو سمجھنے کے لئے جو اھداف مقرر کیے ہیں ان کو بیان کریں ؟

جواب : (۱) آپ ﷺ کی ظاہری زندگی اور اس وقت کے ظاہری حالات کے برعکس آپ کی شخصیت کو نبوت کے اعتبار سے سمجھنا۔ تاکہ یہ بات انحقق ہو سکے کہ آپ ﷺ کی ذات محض اس عبقری انسان کی طرح نہیں جس کی عبقریت اس کو اپنی قوم میں بلند کر دیتی ہے بلکہ آپ ﷺ اپنی تمام بے شل خصوصیات سے پہلے اللہ کے محبوب رسول ہیں جن کی تائید اللہ تعالی نے اپنی طرف سے وحی اور مدد کی صورت میں نازل فرمائی ۔ : (۲) یہ کہ انسان اپنے سامنے کامیاب زندگی کے جملہ مراحل کی اعلی مثالی صورت پائے تاکہ اس سے انسان ایک دستور مرتب کرے جس پر انسان کاربند رہ سکے ۔(۳) یہ کہ انسان رسول اکرم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ایسی راہنمائی حاصل کرے جو اس کے لیے قرآن پاک کے سمجھنے میں مددگار ثابت ہو اور قرآن پاک کی روح کو سمجھنے میں معاون ہو ۔ (۴) یہ کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے مسلم امہ کے لیے اسلامی ثقافت کی اعلی اقدار اور اسلامی روایات کا مجموعہ سامنے آئے جو عقائد احکام شریعت اور اخلاق عالیہ سب سے متعلق ہو ۔ ۔ (۵) . اللہ یہ کہ ایک معلم اور داعی اسلام کے لیے تعلیم وتربیت کا زندہ جاوید نمونہ حاصل ہو جس کے مطابق تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری کیا جا

سوالنمبر 7 : اہداف کی روشنی میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں غور وفکر کرنے کی صورت میں کون سے مقاصد حاصل ہو سکتے فقہ السیرۃ کی روشنی میں لکھیں ؟

جواب : ان میں جو سب سے اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ دین اسلام کے فہم میں سیرت نبوی کی اہمیت ہے کہ آپ کی حیات طیبہ انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے جملہ امور و معاملات پر حاوی ہے اور مشعل راہ ہے ۔

سوالنمبر 8 : حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کن لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے فقہ السیرۃ کی روشنی میں لکھیں ؟

جواب : حضور اکرم کی حیات مبارک تمام انسانوں کے لئے زندگی کے ہر پہلو میں مشعل راہ ہے چاہے وہ شخص مستقل بالذات فرد ہو

وہ معاشرے کا ایک فعال انسان ہو آپ کی حیات طیبہ سے ایک نوجوان کی زندگی کا بلند نمونہ سامنے آتا ہے جو اپنے کردار میں پختہ ہو اور اپنی قوم اور اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ امانت دار ہو اسی طرح ایک ایسے مبلغ کا بہترین نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو حکمت اور نصیحت سے اللہ تعالی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اپنے پیغام کے ابلاغ کے لیے اپنی پوری جد و جہد صرف کرتا ہے ۔

ایک ایسے سربراہ ملکت کا نمونہ واضح ہوتا ہے جو پوری حکمت سے اپنے امور سر انجام دیتا ہے ایک ایسے مثالی خاوند کا نمونہ سامنے آتا ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آتا ہے ایک ایسے فرد کا نمونہ سامنے آتا ہے اور اپنی زوجہ اور اولاد کے جملہ حقوق کو بجالاتا ہے ایک ماہر فوجی سپہ سالار اور سیاست دان کا نمونہ سامنے آتا ہے اور ایسے انسان کا نمونہ سامنے آتا ہے جو عدل سے اپنے

رب کی عبادت کرتا اور اس کی طرف یکسوئی کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور اصحاب کے ساتھ بھی پرلطف زندگی گزارتا نے

سوالنمبر 9: سب سے پہلے مسلمان ادبا اور مورخین نے چیز کو تصنیف کیا؟

جواب مسلم ادباء نے سب سے پہلے جن تاریخی حالات و واقعات کی تدوین کی وہ سیرت نبوی ہی کے واقعات ہیں پر اسی بنیاد پر تاریخی حالات کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے حتی کہ دور جب جاہلیت کی وہ تاریخ جو اسلام کے آنے سے پہلے کئی ادوار میں پھیلی ہوئی تھی، مسلم مؤرخین نے اس کو اکٹھا کرنے کی طرف توجہ دی اور اس کو بھی مدون کیا

سوالنمبر 10: دور جاہلیت اور دور روشن کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے کے دور کو دور جاہلیت کا نام دیا گیا اور افضل الرسل حضرت محمد کی ولادت باسعادت اور آپ کی حیات طیبہ کو تاریخ کا روشن دور قرار دیا گیا۔

سوالنمبر 11: عرب و عجم میں سیرت النبی کی کیا حیثیت تھی؟

جواب: سیرت نبوی کی تدوین کامل ایسا کارنامہ تھا جس نے سب سے پہلے جزیرۂ عرب میں اپنے اثرات مرتب کیے اور دوسرے نمبر پر پورے عالم اسلام کو اپنے دائرۂ اثر میں لے لیا مسلمانان عرب و عجم کے ہاں تاریخی واقعات کی روایت کے فن نے علمی معیار کا وہ درجہ اختیار کر لیا کہ جس پر دوسرے واقعات کی صحت وعدم صحت کو پرکھا جاتا تھا

سوالنمبر 12: سیرت النبی ﷺ کی تصنیف و تدوین کی صحت اور ترکی کی وجہ کیا تھی؟

جواب: اس فن کی ترقی اور صحت کا دار و مدار اس بات پر بھی ہے کہ مؤرخین و مدونین رسول اللہ کی نبوت پر ایمان رکھتے اور قرآن مجید کو کلام الہی مانتے تھے اور اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ان سے جواب طلبی ہو گی کیونکہ اللہ تعالی اس کام میں لغزش پر ان سے بہت سخت حساب لے گا اس یقین کی بنیاد پر مؤرخین نے سیرت نبوی اور سنت مصطفوی اپنی پوری کوشش اور جد و جہد صرف کی اور ان کو محفوظ بنایا۔

سوال نمبر 13: سیرت النبی ﷺ کی صحت کی کسوٹی کرنے (جانچ پڑتال) کے لئے علماء نے کون سے علوم وضع کیے؟

جواب: علم جرح و تعدیل مصطلح الحدیث

سوال نمبر 14: علم جرح و تعدیل کو کیوں وضع کیا گیا وضاحت کریں؟

جواب: سیرت نبوی کی تدوین کو مؤرخین نے دینی ضرورت سمجھا اور نہایت احتیاط سے صحیح روایات کو جمع کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اکرم کی سیرت اور سنت ہی قرآن مجید کے فہم کی اولین بنیاد ہیں اور پھر یہ دونوں بلند پایہ قابل عمل نمونے ہیں جن پر عمل فلاح دارین کے حصول کا باعث ہے تو علماکرام نے اس جرح و تعدیل و اصطلاح حدیث کے قواعد بنائے تاکہ اس میں تاریخی واقعات کی کسوٹی کی جائے اور سیرت و سنت کو ہر قسم کے شک وشبہات سے پاک رکھا جائے

سوالنمبر 15: پہلے سیرت النبی لکھی گئی یا سنت نبی اور کیوں؟

جواب: پہلے سنت نبی (احادیث) لکھی گئی کیوں کہ حضور نے اس کو لکھنے کا حکم دیا تھا

سوالنمبر 16: حضور اکرم نے سنت نبی کو لکھنے کا حکم کب دیا؟

جواب: جب آپ کو اپنے صحابہ پر پوری طرح اطمینان ہو گیا کہ وہ قرآن پاک کے معجزانہ اسلوب اور حدیث طیبہ کے بلیغانہ طرز میں واضح فرق کر سکتے ہیں پس اب بھی ان دونوں میں التباس نہ ہو گا

سوالنمبر 17: سیرت النبی ﷺ کو لکھنے والے شروع میں جو لوگ تھے وہ لکھیں؟

جواب: سب سے پہلے سیرت نبوی کے موضوع پر کتاب لکھنے کا اہتمام حضرت عروہ بن زبیر عنہ نے کیا پھر ابان بن عثمان نے پھر وہب بن منبہ شرحبیل بن سعد نے پھر ابن شہاب الزہری نے اس موضوع پر کتاب لکھی

سوالنمبر 18: کیا شروع کے سیرت نگاروں کی لکھی ہوئی سیرت النبی کی کتابیں اب بھی موجود ہیں؟

جواب: پہلے سیرت نگاروں نے جو کچھ لکھا وہ زمانے کے تغیرات سے تلف ہو گیا اور اس میں سے ہم تک کوئی چیز نہ پہنچی سوائے ان چند بکھری ہوئی روایات کے جن میں سے بعض طبری نے روایت کی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ دیگر سیرت نگاروں نے بھی جو کچھ لکھا بھی وہب بن منبہ کے مجموعے سے لیا گیا تھا جس کا کچھ حصہ جرمنی کے شہر ہائیڈلبرگ میں محفوظ ہے۔ لیکن اس کے بعد سیرت نگاروں کا ایک ایسا: طبقہ آیا جنہوں نے پہلے طبقے کی روایات کو اپنی کتابوں میں بہتر انداز میں مدون کیا جو بحمد للہ نہایت بہترین اسلوب میں ہم تک پہنچا

سوالنمبر 19: پہلے طبقے کے بعد کے مصنفین کے نام لکھیں اور ان کی کتابوں کے نام لکھیں؟

جواب: بعد میں آنے والے سیرت نگاروں کے طبقہ میں سرفہرست محمد بن اسحاق ہیں محققین اس بات پر جمع ہیں کہ محمد بن: اسحاق نے سیرت کے موضوع پر جو کچھ لکھا وہ اس دور میں سب سے زیادہ ثقہ و معتبر شمار کیا جاتا ہے۔ ان کی کتابوں میں السیر اور المغازی' ہیں اور المغازی' من وعن ہم تک نہیں پہنچی اور پھر ابومحمد عبد الملک المعروف ابن ہشام جو ان کے بعد آئے انہوں نے سیرت کے موضوع پر ایک مدلل کتاب مرتب کی جو اب بھی موجود ہے

سوالنمبر 20: ابن خلکان نے سیرت ابن اسحاق کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: ابن خلکان کہتے ہیں: کہ ابن ہشام وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ کی سیرت کو ابن اسحاق کی کتاب المغازی" اور'السیر'' سے جمع کیا اور اس کی تلخیص وترتیب کی یہی وہ کتاب ہے جو سیرت ابن اسحاق کے نام اسے مشہور ہے

سوالنمبر 21: سیرت النبی ﷺ کے مصادر جن پہ سیرت لکھنے والوں نے اعتماد کیا ہے وہ کون سے ہیں؟

جواب: سیرت نبویہ کے مصادر جن پر مختلف طبقات کے تمام سیرت نگاروں نے اعتماد کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: (۱) قرآن مجید یہ وہ پہلا مصدر ہے جس پر حضور کی عمومی زندگی کی معرفت اور سیرت طیبہ کی معرفت اور سیرت طیبہ کی اجمالی پہچان کے لیے اعتماد کیا جاتا ہے۔ (۲) کتب احادیث یہ وہ کتابیں ہیں جنھیں ان ائمہ حدیث نے مرتب کیا جن کی صداقت ودیانت سب پر عیاں ہے۔ مثلاً صحاح سے موطا امام مالک مسند امام احمد وغیرہ (۳) وہ راوی جنہوں نے حضور کی حیات طیبہ کو عمومی طور پر روایت کرنے کا اہتمام گیا۔ کافی صحابہ کرام نے اس طرح کی روایات نقل کی ہیں بلکہ جو صحابی بھی کسی خاص موقع پر آپ کی معیت میں تھا اور کوئی خاص بات ملاحظہ کی تو اس نے وہ بات دیگر صحابہ کرام تک متعدد بار پہنچائی لیکن کسی صحابی نے بھی ان واقعات کو خاص ترتیب سے جمع کرنے اور مدون کرنے کا اہتمام نہیں کیا

سوالنمبر 22: سیرت نگاروں نے تاریخ مرتب کرنے اور کتب مدون کرنے میں کس طریقہ پر اعتماد کیا؟

جواب: انہوں نے اس ضمن میں علمی اصول وقواعد کی بنیاد پر ایک معتمد اور معتبر طریقہ اپنایا جسے آج تاریخ نویسی کی اصطلاح میں "المذھب الموضوعی" کہا جاتا ہے۔

سوالنمبر 23: المذھب الموضوعی کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: اس کا مفہوم یہ ہے کہ سیرت نگاروں اور علما نے سیرت کے ہر واقعہ کو اصول و قواعد کی کسوٹی پر پرکھا اصول اور قواعد کی علمی کسوٹی اصطلاحات حدیث کے قواعد پر مشتمل تھی جس میں سند و متن جرح وتعدیل میں اور رواۃ کے احوال پر مبنی اصول وضوابط موجود ہوتے۔ جب ان قواعد علمیہ پر وہ واقعات اور اخبار کو پرکھ لیتے تو پھر اس پر توقف کرتے اور اس کو مدون کرلیتے

سوالنمبر 24: سیرت نگاروں نے ذاتی رجحانات اور نفسانی خواہشات کو۔کیوں نہیں اس میں داخل کیا؟

جواب: ان کا خیال تھا کہ ان انتہائی دقیق اور نازک علمی قواعد کی کسوٹی پر اتر کر جو تاریخی واقعہ معلوم ہوتا ہے وہ ایک مقدس حقیقت ہے اسے اپنی اصلی صورت میں ہی لوگوں کی نگاہوں کے سامنے آنا چاہیے۔ اسی طرح ان کا خیال یہ بھی تھا کہ یہ ایک بددیانتی اور ناقابل معافی جرم معاشرتی تجزیات نفسانی خواہشات جو اکثر ماحول کا انعکاس ہوتی ہیں اور تعصب کا ثمر ہوتی ہیں

سوالنمبر 25: سیرت النبی ﷺ کے مضامین میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں؟

جواب: ان مضامین میں آپ کا نسب مبارک، بچپن، لڑکپن جوانی کے جملہ واقعات کا ذکر منقول ہے اسی طرح آپ کے بچپن اور جوانی میں جو خارق عادت امور معجزے کی شکل میں بعثت تک رونما ہوتے رہے ان کا ذکر اور آپ کے اخلاق عالیہ اور صدق و امانت کا تذکرہ بھی موجود ہے اسی طرح نبوت کے اعلان کے بعد آپ کے ہاتھ مبارک پر جو خارق عادت کام اور معجزات اللہ تعالی نے جاری فرمائے ان کا ذکر بھی آتا ہے۔ اللہ تعالی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے آپ نے دعوت کے جن مراحل کو طے کیا اس دوران صلح دفاع جہاد عام اور دعوت الی اللہ کے جن چیلنجز کا سامنا کیا ان کا ذکر بھی موجود ہے

سوالنمبر 26: ارادۃ الاعتقاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: علم کے ذریعے واقعات سے نتائج اور اصول و مبادی مستنبط کر کے انھیں ایک ایسے علمی قالب میں اتارنا ہے جس میں وہم اور نفسانی خواہش کا کوئی عمل دخل نہ ہو جسے ولیم جیمس جیسے ارادۃ الاعتقاد کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان قواعد میں قیاس استقرائی مختلف اقسام کے قانون التزام اور مختلف انواع کی دلالات وغیرہ شامل ہیں۔ اور اس عمل کا سیرت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ علیحدہ مستقل عمل ہے

سوالنمبر 27: نظریہ ذاتی سے کیا مراد ہے اور اس کے داعی کا نام لکھیں؟

جواب: سیرت نبوی کا مقام انیسویں صدی میں تاریخ تدوین وترتیب کے مختلف طریقے ظاہر ہوئے جن میں ایک معروضی طریقہ ہے جسے سائنسی طریقہ کہتے ہیں۔ ان جملہ طریقوں میں مشترک چیز جو سامنے آتی ہے اس پر "نظریہ ذاتی'' کے اسم کا اطلاق ہوتا ہے اس نظریہ کے بڑے داعیوں میں "فرویڈ' سب سے بڑا شمار کیا جاتا ہے:

سوالنمبر 28: نظریہ ذاتی کی اس نظریہ والوں کے نزدیک اہمیت لکھیں؟

جواب: اس نظریے کے بڑے بڑے داعی اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے کہ مؤرخ تاریخی واقعات واحداث کی تفسیر و تشریح کے دوران اپنے فکری دینی یا سیاسی رجحانات میں سے ! کوئی چیز شامل کر دے بلکہ اسے مؤرخ کی ذمہ داری سمجھتے اہیں ان کے خیال میں مؤرخ کا کام محض خبر میں دینا اور واقعات کو جمع کرنا ہی نہیں بلکہ اس جدید نظریہ کے مطابق ان محفوظ تاریخی واقعات میں ذاتی خواہشات تعصب اور فکری تخیلات کو بھی شامل جاسکتا ہے۔ تو اس طرح اس خیالی اوہی اور ظالم نظریہ کی روسے کتنے ہی حقائق کو مسخ کر دیا گیا کتنے واقعات تبدیل کر دیئے گئے ہوں گے کتنی عظمتیں خاک میں ملادی گئی ہوں گی گناہوں پر ظلم کیا گیا ہوگا۔

سوالنمبر 29: نظریہ ذاتی کی بنیاد کب اور کیوں رکھی گئی؟

جواب: اس مکتبہ فکر کی بنیاد مصر پر برطانوی تسلط کے دور میں رکھی گئی کیوں کہ برطانوی سامراج نے اگرچہ حکومت تو قائم کر لی تھی لیکن وہ غلبہ نہیں حاصل کر سکتے تھے تو اس لئے اس نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اس نظریے بنیاد رکھی

سوالنمبر 30: برطانوی سامراج کے پاس مصر پر غلبہ پانے کے لیے کون سے طریقے تھے اور اس نے کون سے طریقے کو چنا؟

جواب: اول: یہ کہ جامعۃ الازھر سے امت مسلمہ کا تعلق توڑ دیا جائے اس طرح کہ امت مسلمہ پر اس کا ! کوئی اثر نہ رہے۔ دوم: یہ کہ خود جامعۃ الازھر کے عملی مرکز قیادت تک رسائی حاصل کر لی جائے اور اس کی قیادت کا رخ اس طرف موڑ دیا جائے جس سے برطانیہ کے تسلط کے مصالح پورے ہوں اور اس تسلط کو قائم رکھنے کے لیے اطمینان اور استقرار حاصل ہو سکے۔ برطانیہ نے اس مسئلے کے لیے دوسرا حل اختیار کرنے میں

ذرا تردد نہ کیا اس وجہ سے کہ یہ راستہ اختیار کرنے میں منزل تک رسائی آسان تھی

سوالنمبر **31** : برطانوی سامراج نے جامعہ الازہر پے قیادت کیسے حاصل کی ؟

جواب : جامعۃ الازھر کی علمی اور فکری قیادت کے اندر گھسنے کی کوشش کی جس کا واحد راستہ یہ تھا کہ امت مسلمہ کے کمزور اور دردناک نکتے کی طرف توجہ مرکوز کی جائے جس سے پوری امت مسلمہ میں تفرقہ پڑھ جائے اور وہ کمزور ہو جائے تو اس مقصد کا حاصل کرنے کے لئے انہوں نے مصر کے بعض فکری قائدین کے دلوں میں گھس گئے اس ذریعہ سے ان مفکرین کو سمجھا دیا گیا کہ مغرب نے اپنی بیڑیوں سے اسی وقت آزادی حاصل کی جب انہوں نے دین کو سائنس کے تابع کر دیا دین ایک چیز ہے اور سائنس دوسری چیز ہے اور ان دونوں کے درمیان مطابقت ؛ موافقت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب پہلے کو دوسرے کے تابع کر دیا جائے اور ائمہ عالم اسلامی واقعی اس طرح کی آزادی کا طلب گار ہے تو اسے بھی یہی راستہ اختیار کرنا ہو ! گا عالم اسلام کو دین اسلام کو اسی طرح سمجھنا ہو گا جس طرح وہاں مغرب میں عیسائیت نے سمجھ لیا اس سرگوشی کو بہت جلد ان لوگوں نے قبول کر لیا جن کی نگاہیں اور فی زمانہ جدید ترقی کے سامنے چندھیا گئی تھیں یہ ایسے مسلمان مفکرین تھے جن کے دلوں میں اللہ تعالی پر ایمان کے حقائق راسخ نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ان کے ذہنوں میں جدید علوم کے حقائق کی کوئی واضح تصور تھی

سوالنمبر **32** ؛ نظریہ ذاتی کے کیا نقصان سامنے آئے ؟

جواب : انہوں نے ہر اس عقیدۂ غیبیہ سے براءت کا اظہار کر دیا جس تک جدید سائنسی دریافتوں کی رسائی نہیں ہوئی تھی یا جو تجربہ اور انسانی مشاہدے میں نہ آ سکا۔ انہوں نے اس سلسلے میں جو اقدامات کیے ان کو انہوں نے ''دینی اصلاح '' کا نام دے دیا۔ متعدد امور میں نے یہ اصلاحات کیں سیرت نگاری اور اس کی تفہیم کے شعبے میں بھی انہوں نے کیں سیرت نبوی کے موضوع پر ایسی کتابیں آنے لگیں جن میں روایت مند قواعد و شروط حدیث کا معیار قائم کرنے کی بجائے ذاتی طرز استنباط اور دلی خواہش کے طریقے کو اپنایا گیا اور اس میں مؤلف کی ذاتی رغبت مخصوص اغراض و مقاصد اور مذہبی رجحان بھی شامل ہو گیا۔

سوالنمبر **33** : نظریہ ذاتی کے اعتبار سے سیرت النبی کی جو کتابیں لکھی گیئں وہ اور ان کے مصنفین کے نام لکھیں ؟

جواب : حسین ھیکل کی کتاب '' حیات محمد ' ہے۔ مصنف اپنے اس نقطہ نظر کا اظہار فخر کے ساتھ کرتے ہوئے لکھتا ہے : بے شک کتب ! سیرت اور کتب حدیث میں جو کچھ لکھا گیا ہے میں نے اس میں اسے اخذ نہیں کیا بلکہ میں نے اس بات کو ترجیح دی کہ میں یہ بحث علمی طریقہ کے مطابق پیش کروں۔ سیرت نگاری اور اس کی تفہیم کے اس جدید طریقے کا ایک نمونہ محمد فرید وجدی مرحوم کا وہ سلسلۂ مقالات ہے جو مجلہ ' نورالاسلام 'میں '' السیرۃ المحمدیۃ تحت : ضوء العلم والفلسفہ '' کے عنوان کے تحت شائع ہوا اس میں وہ لکھتے ہیں۔ ہمارے قارئین نے دیکھا ہو گا کہ ہم سیرت نگاری کے حوالے سے چاہتے ہیں کہ ہم اعجاز اور معجزے کو بیان کرنے کے سلسلے میں بہت زیادہ تفصیل میں نہ جائیں جب تک اس کی تعلیل عام اسباب سے بغیر کسی تکلف کے ممکن ہو۔ اس جدید طریقہ کی سیرت نگاری کا نمونہ وہ بہت سی کتابیں بھی ہیں جو مشرقین نے حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق تحریر کیں ان کی یہ تحریر میں ان تاریخی کتب کے مطابق ہیں جو اس نظریہ ذاتیت پر قائم ہیں

سوالنمبر **34 :** نظریہ ذاتی کی وجہ سے انہوں ن واقعات کی باطل تاویلات کیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں ؟

جواب : تمام خارق عادت واقعات جو سنت متواترہ یا واضح طور پر قرآن پاک سے ثابت تھے ان کی ایسی تاویل کی کہ جس سے یہ واقعات بالکل روزمرہ کے عام واقعات شمار ہونے لگے۔ ان واقعات کی تاویل میں انہوں نے نہایت تکلف کا بھی مظاہرہ کیا مثلا " ابابیل پرندے والی سورت فیل کی آیت جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے اس کی تاویل انہوں نے '' چیچک کے مرض '' سے کی۔ " اسراء '' معراج جس کا ذکر قرآن پاک میں بالکل واضح ہے اس کی تاویل انہوں نے سفر خواب دیکھنے سے کی۔ اس طرح غزوہ بدر میں اللہ تعالی نے فرشتوں ذریعے جو مدد نازل فرمائی اس کی تاویل کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ کی محض معنوی مدد تھی۔ طرح کی عجیب وغریب اور مضحکہ خیز تاویلات میں ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کی بعثت و ثبوت آپ پر صحابہ کے ایمان لانے اور عمومی اسلامی فتوحات کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے یہ تاویل کی ہے کہ یہ سب کچھ دائیں بازو کے خلاف بائیں بازو کی بغاوت تھی جسے اقتصادی تنازعات حصول رزق اور وسعت پسندی نے بھڑکایا اور اغنیاء خلاف فقراء کے رد عمل نے اس کو ہوا دی

سوالنمبر **35** : نظریہ ذاتی کی اسلام میں کیا حیثیت ہے اور اس کو کس نے پسند کیا نیز اس کی وجہ سے کیا نقصان ہو سکتے ہیں ؟

جواب : یہ جدید طریقہ ایک خطرناک سازش تھی جو بعض عام مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل رہی جب کہ ں منافقین اور خواہش کے پجاریوں نے اسے پسند کیا اور بہ خوشی قبول کیا۔ ان سادہ لوگوں کی آنکھوں سے یہ بات پوشیدہ رہ گئی کہ جسے انہوں نے ' اسلامی عقیدہ کے معاملات میں اصلاحی انقلاب ' کا نام دیا ہے یہ ایک استعماری سازش تھی جس کا مقصد حقیقت میں عقیدہ اسلامی کو جڑ سے اکھاڑنا تھا۔ ان لوگوں سے یہ بات پوشیدہ رہ گئی کہ وحی الہی جو اسلام کا سرچشمہ ہے یہ تمام خوارق اور حقائق غیبیہ میں سرفہرست ہے جو شخص سیرت نبوی میں خارق عادت چیزوں کا انکار اس وجہ سے کرتا ہے کہ یہ خارق عادت چیز میں قوانین فطرت اور جدید سائنس کے تجربات سے میلان نہیں رکھتیں ایسا شخص بالکل اسی دلیل کی وجہ سے وحی الہی اور اس کے ضمن میں آنے والی حشر و نشر حساب کتاب اور جنت و دوزخ سے متعلق خبروں کو بھی ماننے سے انکار کر دے گا اس طرح ان سے یہ بات بھی پوشیدہ رہ گئی کہ جو بذات خود صالح ہو اس کو کسی زمانے میں بھی کسی اصلاح کی ضرورت نہیں ہوتی

سوال نمبر 36 : عمومی طور پر سیرت نگاری اور خصوصی طور پر سیرت نگاری کی تالیف کیا ہے ؟

جواب : عموی طور پر سیرت نگاری سے مراد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور سنت کا ذکر جو متعدد کتابوں میں غیر مرتب موجود ہے اور خصوصی طور پر سیرت نگاری سے مراد یہ ہے کہ علیحدہ طور پر آپ کی حیات طیبہ کو ایک کتابی شکل میں مرتب کرنا

سوالنمبر 37 : حضور اکرم نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس طرح پیش کیا ؟
جواب : حضور ﷺ نے اپنے آپ کو قومی یا سیاسی رہنما یا کسی مکتبہ فکر کے بانی کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ نبی مرسل کے طور پر پیش کیا

سوالنمبر 38 : خلاف عادت واقعات اور معجزات کے بارے میں سائنس کا نظریہ کیا ہے ؟
جواب : سائنسی قانون کا نظریہ وہ ہی ہے جس کو ہر صاحب علم اور عصری ثقافت سے واقف شخص جانتا ہے کہ سائنس کا معجزات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جب کوئی خلاف عادت واقعہ سائنس سے ٹکراتا ہے تو وہ اس کا موضوع بن جاتا ہے جس پے غور و خوض اور تجزیہ کرنے سے سائنس کا کوئی قانون اخذ ہوتا ہے

سوالنمبر 39 : حضور اکرم نے اپنے آپ کو نبی مرسل کی حیثیت کیوں پیش کیا ؟
جواب ؛ تاکہ آپ لوگوں کی اس چیز کی جانب توجہ دلائیں جس کے ساتھ سابقہ انبیا کو بھیجا گیا اور ان ذمہ داریوں کی جانب جو انہوں نے اپنی قوم پے ڈالیں اس وضاحت کے ساتھ کہ آپ آخری نبی ہیں

سوالنمبر 40 : حضور ﷺ نے اپنا تعارف کس طرح پیش کیا فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں ؟
جواب : حضور ﷺ نے اپنا تعارف اس طرح کروایا کہ آپ بھی تمام انسانوں کی طرح انسان ہیں اور آپ پے بھی انسانی قانون نافذ ہوتے ہیں لیکن اللہ نے اپنے فضل سے وحی کے ذریعے چن لیا ہے اور آپ کو اس بات کا امین بنایا ہے کہ آپ تمام انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیں تاکہ لوگ اپنی شخصیت حقیقت سے آشنا ہوجائیں

سوالنمبر 41 : قواعد کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے کا طریقہ لکھیں ؟
جواب : منطق اور عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ہم نے کسی شخص کی زندگی کا مطالعہ کرنا ہو تو اس کی زندگی کے تمام عمومی پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مطالعہ کریں جس کی بنیاد پر وہ دنیا کے سامنے پیش ہوا تاکہ اس کی صداقت اور عدم صداقت کو دلائل کے زریعے پرکھا جائے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس مطالعہ سے ایسے رہنما اصول مرتب جس کے زریعے اس کے تشخص کی حقیقت واضح ہو جائے تو جب ہم حضور ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم آپ کی شخصیت کردار اور ہر چیز کے بارے میں آپ کے موقف کے بارے میں غرض آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا ایسے معروضی طریقے سے مطالعہ کریں جو سچائی اور باریکی کی بنیاد پے علمی طریقہ ہو جس میں روایت و سند کے قواعد و شرائط کو مد نظر رکھا جائے اور اس کے زریعے صحیح نتیجے پے پہنچا جائے تاکہ ہم حضور ﷺ کی نبوت اور وحی کی حقیقت سے آگاہی حاصل کر سکیں تو ہم معروضی تحقیق کے بعد اس نتیجے پے پہنچیں گے اور یہ بات ہم پر واضح ہو جائے گی کہ حضور ﷺ کی شریعت اور آپ کے دیئے ہوئے احکام گھڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اللہ کی جانب سے اور اللہ کی رضا کے مطابق ہم تک پہنچیں ہیں اور حضور ﷺ اللہ کی جانب سے نبی مرسل ہیں اتو آپ کی شان میں غور و فکر سے ہم ہر قسم کے وسوسوں سے نجات حاصل کر لیں گے

سوالنمبر 42 : جو شخص حضور ﷺ کی سیرت کے ان پہلوؤں کو چھوڑ دیتا ہے کہ جس طور پر حضور نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی کی مثال فقہ السیرہ کی روشنی میں لکھیں ؟
جواب : جو شخص سیرت النبی ﷺ کے ان پہلوؤں سے اعراض کرے جس حیثیت سے آپ دنیا کے سامنے پیش ہوئے اس شخص کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے اگر کوئی شخص چوراہے پر کھڑا ہو تو اس کے پاس ایک شخص آئے اور وہ اس کی منزل تک پہنچنے والے راستے کی رہنمائی کرے اور ہلاکت میں لے جانے والے راستے سے ڈرائے مگر وہ شخص اس کی باتوں کی طرف دھیان دینے کی بجائے اس کی شکل وصورت اس کے کپڑوں کے رنگ اور اس کے انداز گفتگو کی طرف ہی متوجہ رہے

سوالنمبر 43: مصنف کے نزدیک جزیرہ عرب میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کا راز جاننے سے پہلے کن کن باتوں کا معلوم ہونا اللہ ضروری ہے ؟
جواب : مصنف کے نزدیک جزیرہ عرب میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونےکاراز جاننے سے پہلے جن باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہےوہ درج ذیل ہی(1): اللہ تعالی کی اس میں حکمت کیا تھی کہ آپ کی بعثت دنیا کے دیگر خطوں کی بجائے اس میں ہوئی (2) : اور دعوت اسلام کی ترویج و اشاعت دوسری قوموں سے قبل عربوں کے ہاتھوں سے کیوں ہوئی (3) : اور یہ کہ اسلام کی آمد سے قبل عربوں کے خصائص اور طبائع کیا تھے ؟ (4) : اور جس سرزمین پر آپ رہتے تھے وہاں کا اور اس کے اردگرد کا جغرافیائی محل وقوع کیا تھا ؟(5) : اور جزیرۃ العرب کے اردگرد جو دیگر اقوام تھیں ان کی عادات و اطوار طبیعتیں اور تہذیبی خصائص کیا تھے ؟

سوالنمبر 44: عرب کے اردگرد کون سی قومیں آباد تھیں ؟
جواب : اور جزیرۃ العرب کے اردگرد ایرانی رومی یونانی اور ہندو وغیرہ اقوام آباد تھیں

سوالنمبر 45 :حضور ﷺ بعثت سے قبل دنیا میں کون سی قومیں عروج پر تھیں ؟
جواب : حضور ﷺ کی آمد سے پہلے دنیا میں فارس اور روم کی ریاستیں بلند مرتبہ تھیں اور اس کے بعد یونان اور ہند کا مرتبہ تھا

سوالنمبر 46 : حضور ﷺ کی آمد سے قبل فارس (ایران) کی احالت لکھیں ؟
جواب : اس وقت فارس کے لوگ مختلف فلسفیانہ مذہبی نظریات رکھتے تھے ان میں سے ایک مذہب زرتشت تھا جسے حکمران طبقہ قبول کرتا تھا اس مذہب کا فلسفہ یہ تھا کہ وہ اپنی ماں بیٹی یا بہن سے نکاح کرنا فضیلت سمجھتے تھے اور ان کے حکمرانوں نے بھی اپنی بیٹی سے شادی کی تھی اور اس طرح کے خرافات اور برے اخلاق ان میں پائے جاتے تھے اور دوسرا مذہب مزکیہ تھا جس کے بارے میں امام شہرستانی کہتے ہیں کہ اس کا فلسفہ یہ تھا کہ عورتوں اور دوسرے اموال کی ملکیت میں ایک آدمی کو دوسرے آدمی کا ایسے ہی شریک ٹھہراتے تھے جس طرح آگ پانی اور چارے میں وہ ایک دوسرے کے شریک ہوتے میں اس مذہب کو ہوس کے پجاریوں میں بہت مقبولیت حاصل تھی

سوالنمبر 47: حضور ﷺ آمد سے قبل روم کی حالت کیا تھی؟

جواب: روم پر اس وقت استعماری قوت کا غلبہ تھا اس میں ایک تو دینی اختلافات تھے اور دوسرا یہ کہ شام اور مصر کے عیسائیوں سے اختلافات چل رہے تھے۔ یہ عیسائی اس وقت اپنی خواہشات اور مقاصد کی تکمیل اور اپنے مذہب ترویج کے سلسلے میں اپنی عسکری قوت اور پر اعتماد کرتے تھے۔ یہ سلطنت اخلاقی و تہذیبی خستہ حالی میں کسی طور بھی ایران سے کم نہ تھی

سوالنمبر 48: حضور ﷺ کی آمد سے قبل یونان کی حالت کیا تھی؟

جواب: یونان اس وقت کلامی اور فلسفیانہ خرافات میں غرق تھا جن سے کوئی ترقی اور کوئی مفید نتیجہ نکلنا ممکن نہ تھا

سوالنمبر 49: حضور ﷺ کی آمد سے قبل ہندوستان کی حالت کیا تھی؟

جواب: ہندوستان کے بارے میں ابوالحسن ندوی نے کہا ہے کہ مؤرخین اس بارے میں متفق ہیں کہ یہ ریاست چھٹی صدی عیسوی سے ہی ہر طرح سے خستہ حال ہی رہی

سوالنمبر 50: حضور ﷺ کی آمد سے قبل عرب کی حالت کیا تھی؟

جواب: یہ خطہ اس وقت پرسکون تھا یہ تمام اضطرابات کے علیحدہ تھا۔ یہاں کے رہنے والے لوگ ایرانیوں جیسی تہذیب و تمدن! اور عیش و عشرت نہیں رکھتے تھے کہ جس کی بنیاد پر یہ فحاشی و آوارگی و اخلاقی پستی کو اختیار کرسکیں اور انہیں رومیوں کی طرح عسکری طاقت بھی حاصل نہ تھی کہ جس کی بنیاد پر یہ اپنے اردگرد کے علاقوں پر تسلط قائم کرسکیں اور ان کے پاس یونانی فلسفہ بھی نہ تھا کہ جس کی وجہ سے یہ خرافات اپناتے۔ ان کی طبیعتوں میں صاف شفاف انسانی فطرت نظر آتی اور اعلیٰ انسانی اوصاف مثلاً وفاداری بہادری و خودداری اور عفت کی۔ طرف ان کی طبیعتیں مائل تھیں۔ ان کے پاس معرفت اور راہنمائی نہیں تھی اور وہ جہالت اور اولین فطری حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور وہ اپنے شرف اور اپنے آپ کو ہر ذلت سے محفوظ رکھنے کے جذبہ کے تحت اپنی اولاد کو قتل کرتے اور اپنی سخاوت کے جذبہ کے تحت اپنے اموال تک لٹا دیتے اور اپنی انا اور ساتھی قبائلی ہمدردی کے جذبہ کے تحت ان کے درمیان خون ریزی کرتے تھے

سوالنمبر 51: حضور ﷺ کے جزیرہ عرب میں بعثت کی حکمت لکھیں؟

جواب: اس کی حکمتیں درج ذیل ہیں

(1) اگر عرب موازنہ اس وقت کی دیگر اقوام سے کیا جائے تو اہل عرب تہذیب وتمدن اور شعور سے دور ہونے کی وجہ سے معذور تھے اور دوسری اقوام تہذیب وتمدن اور ثقافت کی روشنی ہونے کے باوجود گمراہیوں اور انحرافات میں پڑی ہوئی تھیں گویا دوسری قومیں فہم و بصیرت، رکھتی تھی جبکہ عرب والے ایسی قوم تھی جو ہدایت کی محتاج تھی (2)؛ جغرافیائی اعتبار سے جزیرۂ عرب ان اقوام کے بالکل درمیان میں واقع ہے جس کے اردگرد قومیں ترقی کر رہی تھیں(3)؛ بیت الحرام کو لوگوں کا مرکز اور امن کی جگہ بنایا ہے اور مکہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لیے عبادت اور شعائر دینی کو ادا کرنے کے لیے بنایا گیا۔ اسی وادی میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت وقوع پذیر ہوئی اور حضور ﷺ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ تو اسی لئے آپ کو یہاں ہی بھیجا گیا(4)۔ جزیرۃ العرب کی جغرافیائی حالت بھی اس جیسی دعوت کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار تھی اس لیے کہ جیسا کہ ہم نے کہا کہ عرب: اپنے اردگرد آباد مختلف قوموں کے بالکل درمیان میں واقع تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں سے پھوٹنے والی دعوت کی کرنیں اطراف تمام اقوام تک پہنچ گئی (5) حکمت الٰہی کا تقاضا یہ بھی تھا کہ عربی زبان ہی دعوت اسلام کی ترویج وتبلیغ کی زبان ہو اور یہی زبان کلام الٰہی کی اولین ترجمان اور اس کے ہم تک ابلاغ کا ذریعہ ہے

سوالنمبر 52 بعض لوگوں نے جو حضور ﷺ کی عرب میں بعثت کی حکمت بیان کی ہے وہ اور اس کا رد لکھیں؟

جواب؛ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ حکمت الٰہی یہ تھی کہ باطل مذاہب اور کھوئی تہذیبوں کے علم برداروں کا علاج اور ان کی ہدایت مشکل ہوتی ہے کیونکہ جوان میں فساد ہوتا ہے وہ ان کے لیے باعث تفخر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اسے اچھی چیز سمجھتے ہیں جب کہ وہ جو ابھی بحث وتحقیق کے مرحلے سے گزرہے ہوں یہ نہ تو اپنی جہالت کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی علم ومعرفت اور تہذیب کا دعوی کرتے ہیں ایسے لوگ اپنی کوتاہیوں کا علاج کرنے اور ہدایت حاصل کرنے پر زیادہ آمادہ ہوتے ہیں (ان کے قول کا رد) ہم کہتے ہیں کہ حکمت الٰہی کا یہ نہیں تھی اس قسم کا تجزیہ تحلیل ان لوگوں پر صادق آتا ہے جن کی قدرت وصلاحیت محدود اور طاقت وقوت معمولی ہو حالانکہ یہ لوگ آسان اور مشکل میں فرق کرکے آسان چیز کو اپنی راحت و آرام کے لیے منتخب کر لیتے تھے اور مشکل چیز کو دشواری کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے

سوالنمبر 53: اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دعوت کے لئے عرب کو ہی کیوں منتخب کیا فارس یا روم کو کرلیتا جو اسباب عرب میں ہیں ان کو فارس یا روم میں پیدا فرما دیتا کیوں کہ وہ تو ہر شی پے قادر ہے؟

جواب: جزیرۂ عرب کو اس مقصد کے لیے اختیار کرنے کی حکمت اس نوعیت کی تھی کہ جس کے تحت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو ''امی'' بنا کر بھیجا۔ جس نے اس دنیا میں نہ کوئی بھی چیز پڑھی ہو اور نہ کچھ تحریر کیا ہو تاکہ لوگوں کو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے

اور جب یہ لوگ اسلام کی دعوت کا ظہور کسی ایسی قوم میں دیکھتے جو تہذیب وتمدن اور فلسفہ و تاریخ میں ایک مقام رکھتی ہو جیسے ایران یونان یا روم کی سلطنتیں تو ایسی صورت میں کوئی فتنہ انگیز جھوٹا یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ تو تہذیبی تجربات اور فلسفیانہ افکار کا ہی سلسلہ ہے جس نے بالآخر اس بے مثال تہذیب اور کامل شریعت کو وجود بخشا ہے

سوالنمبر 54: اللہ نے رسول ﷺ کو امی بنا کر کیوں بھیجا؟

جواب: حضور ﷺ کو امی بنا کر اس لئے بھیجا کہ اگر وہ لوگ نبی اکرم کو پڑھا لکھا سابقہ کتابوں پر مطلع قدیم اقوام کی تاریخ سے آگاہ اور قرب وجوار کی تہذیبوں سے واقف دیکھتے۔ تو اس صورت حال میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے تھے اور یہ کہ حضور ﷺ جس قوم میں ظاہر ہوں اس قوم کی اکثریت بھی امی ہو تاکہ نبوت کا معجزہ صلی اللہ اور شریعت اسلامیہ ذہنوں میں پوری طرح واضح ہو جائے جس وجہ سے اس دعوت اور دیگر مختلف انسانی دعوتوں کے درمیان کچھ التباس نہ رہے۔

سوالنمبر 55: حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارے حدیث فقہ السیرہ کی روشنی میں بیان کریں ؟
جواب: حضور کا ارشاد ہے: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے کہ جس طرح کسی شخص نے ایک عمارت تعمیر کی اور اس کی خوب تزئین و آرائش کی ہو لیکن اس عمارت کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو پس لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اور اس کی خوب صورتی پر تعجب کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی پس میں وہ میں آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبین ہوں

سوالنمبر 56 تمام نبیوں کی دعوت میں تعلق بیان کریں ؟
جواب: حضور ﷺ اور تمام انبیا کی دعوت میں گہرا تعلق ہے بس فرق اتنا سا ہے کہ ہر نبی کی دعوت دو چیزوں پر مشتمل تھی
(1) عقیدہ (2) شریعت
عقیدہ تو تمام انبیا نے ایک ہی بیان کیا اور نے نبی کے آنے کی خوشخبری دیتا رہا جبکہ شریعت نے نبی آنے کے بعد پہلے کی منسوخ ہو جاتی تھی لیکن حضور ﷺ کی شریعت دائمی ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں

سوالنمبر 57: انبیاء جو عقیدہ بیان کرتے تھے اس میں کیا کیا چیزیں شامل تھیں ؟
جواب: اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان رکھنا اس کو ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ جاننا اور آخرت کے دن پر حساب و کتاب پر اور جنت و دوزخ پر ایمان رکھنا۔ ہر نبی اپنی قوم کو انہیں امور دعوت دیتا رہا

سوالنمبر 58: تمام نبیوں نے ایک ہی عقیدے کی طرف دعوت دی اس پے دلیل بیان کریں ؟
جواب: اس کی دلیلیں درج ذیل ہیں (1) کہ اللہ عزوجل نے فرمایا (شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا و الذي أوحینا إلیك و ما وصینا به إبرهیم و موسی و عیسی أن اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیة)
ترجمۂ کنز العرفان: اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تاکید فرمائی کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو (2) اور دوسرا یہ کہ اس بات کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا عقیدے کے ضمن میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوتیں مختلف ہوں کیونکہ یہ بات غیر معقول ہے کہ ایک نبی کو اس لیے مبعوث کیا گیا ہو کہ وہ لوگوں کو یہ تبلیغ کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالی تین خداؤں میں سے ایک ہے حالانکہ اللہ تعالی اس سے پاک ہے اور پھر دوسرا نبی دوسری جگہ پر مبعوث کیا گیا ہو اور وہ تبلیغ کرے کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک اس طرح عقیدے کے ضمن میں مختلف باتیں کیسے ہو سکتی ہیں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیا نے ہی عقیدے کی طرف دعوت دی

سوالنمبر 59: شریعت سے کیا مراد ہے ؟
جواب: شریعت سے مراد یہ ہے کہ کسی معاشرے کی اجتماعی و انفرادی زندگی کے نظم و نسق کی بہتری کے لیے کچھ احکام لاگو کرنا

سوالنمبر 60: ہر نبی کی شریعت مختلف ہوتی ہے مثالوں سے بیان کریں ؟
جواب: اسکی مثال درج ذیل ہیں
کہ حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور بنی اسرائیل کے اس وقت کے حالات کے مطابق ان کی شریعت سخت تھی جو رخصت کی بجائے عزیمت کی بنیاد پر قائم تھی پھر جب بنی اسرائیل میں حضرت عیسی علیہ السلام مبعوث ہوئے تو انکی شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہ نسبت بہت آسان اور نرم تھی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنی قوم سے خطاب فرماتے ہیں قرآن کریم میں آپ کے قول کو یوں بیان کیا (و مصدقا لما بین یدي من التورة و لأحل لکم بعض الذي حرم علیکم)
ترجمۂ کنز العرفان
اور مجھ سے پہلے جو توریت کتاب ہے اس کی تصدیق کرنے ! والا بن کر آیا ہوں اور اس لئے کہ تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کی گئی) اس بیان میں حضرت عیسی علیہ السلام نے واضح فرمادیا اکہ عقیدے کے متعلق جن امور ہیں کی وضاحت تورات میں ہے میں اس کی تصدیق و تائید کرتا ہوں لیکن شرعی احکام اور حلال و حرام سے متعلق جو امور ہیں ان میں تغیر و تبدل کیا گیا ہے اور کچھ احکام جن میں سختی تھی ان میں آسانی پیدا گئی تو اس سے معلوم ہوا کے ہر نبی کی شریعت مختلف ہوتی ہے

سوالنمبر 61: ہر نبی کی شریعت مختلف کیوں ہوتی تھی ؟
جواب: زمانے کے حالات کی ترقی اور اقوام داتوں کا اختلاف شرعی احکام میں تغیر و تدل کا باعث بنتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کی بنیاد لوگوں کے دنیوی و اخروی مصلحتوں پر مبنی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کسی نہ کسی خاص امت اور قوم کی طرف ہوئی جس وجہ سے احکام شریعت ہر قوم اور ہر امت کے خاص حالات کے مطابق رہے

سوالنمبر 62: سماوی دین مختلف ہیں یا نہیں تو انبیا نے کس دین کی طرف بلایا بدلیل لکھیں؟
جواب: سماوی اور دین حق ایک ہی ہے اور اسی کی تمام انبیا نے دعوت ادی ہے اور وہ دین اسلام ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں
(1) و من یرغب عن ملة إبرهم إلا من سفه نفسه - و لقد اصطفینه في الدنیا و إنه في الآخرة لمن الصلحین (١٣٠) إذ قال له ربه أسلم - قال أسلمت لرب العلمین (١٣١) ووصی بها ابرهم بنیه و یعقوب - یبني إن الله اصطفی لکم الدین فلا تموتن إلا وأنتم مسلمون)

ترجمۂ کنز العرفان

اور ابراہیم کے دین سے وہی منہ پھیرے گا جس نے خود کو احمق بنا رکھا ہو اور بیشک ہم نے اسے دنیا میں چن لیا اور بیشک وہ آخرت میں ہمارا خاص قرب پانے والوں میں سے ہے۔ یاد کرو جب اس کے رب نے اسے فرمایا فرمانبرداری کر، تو اس نے عرض کی: میں نے فرمانبرداری کی اس کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اورابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اسی دین کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیاہے توتم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

سوالنمبر **63**: دین اسلام کس طرح کی شریعت ہے؟

جواب: دین اسلام نرم اور آسان شریعت ہے یہ وہی شریعت حنیفیہ جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام لے کر مبعوث ہوئے

سوالنمبر**64**: دین اسلام دین حنیف ہی ہے دلائل لکھیں؟

جواب: اسکے دلائل درج ذیل ہیں دین اسلام دین ابراہیم ہی ہے اس کی وضاحت رب تعالی نے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر فرمائی ہے ارشاد باری تعالی ہے (و جاهدوا في الله حق جهاده - هو اجتبكم و ما جعل عليكم في الدين من إحرج ملة أبيكم إبرهيم - هو سمكم المسلمين):

ترجمۂ کنز العرفان!

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا اس کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ہے۔اس نے تمہیں منتخب فرمایا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی جیسے تمہارے باپ ابراہیم کے! دین (میں کوئی تنگی نہ تھی)۔ اس نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے (قل صدق الله فاتبعوا ملة إبرهيم حنيفا وما كان من المشركين)

ترجمۂ کنز العرفان

اے محبوب! تم فرماؤ، اللہ نے سچ فرمایالہذا تم ابراہیم کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

سوالنمبر **65**: عرب کس کی اولاد سے ہیں اور حضور بعثت سے پہلے وہ کس شریعت پے تھے؟

جواب: عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جن تعلیمات کے ساتھ مبعوث ہوئے وہ ان کو وراثت میں ملی تھیں

سوالنمبر 66: دین ابراہیم میں کیا کیا چیزیں شامل تھیں؟

جواب: دین ابراھیم میں توحید عبادت الہی اللہ تعالی کی حدود کی پاسداری محرمات کی تقدیس بیت اللہ کی تعظیم شعائر اللہ کا احترام اور خانہ کعبہ کی خدمت و دربانی وغیرہ شامل تھیں

سوالنمبر **67**: کیا عرب ہمیشہ دین ابراہیم پر ہی رہے؟

جواب: عرب دین حنیف پے تھے لیکن صدیاں اور کافی عرصہ گزر جانے کے بعد توعربوں کی اس وراثت علمی و دینی میں باطل اور گمراہ کن رسومات گھس آئیں جس طرح ہر قوم اور ہر قبیلے کا مسئلہ رہاہے کہ مرور زمانہ سے جب ان میں جہالت و گمراہی داخل ہو جاتی ہے اور جب ان کی صفوں میں گمراہ اور برے لوگ گھس آئے تو ان میں شرک داخل ہوگیا اور وہ بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان میں باطل رسومات اور برے اخلاق نے جنم لیا لیکن اس کے علاوہ تھوڑی تعداد ان لوگوں کی موجود تھی جو ابھی تک عقیدۂ توحید اور دین حنیفیہ سے پوری طرح وابستہ تھے۔ یہ بعث بعد الموت روز حشر کی تصدیق کرتے اور یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالی اطاعت گزار کو اجر وثواب عطا کرتا ہے اور گناہ گار کو جزاء وسزا سے ہمکنار کرتا ہے اور عربوں میں پائی جانے والی بت پرستی اور فکری و دینی گمراہی کو ناپسند کرتے تھے

سوالنمبر **68**: زمانہ جاہلیت میں جو لوگ دین حنیف قائم تھے ان کے نام لکھیں؟

جواب: دین حنیف پر کار بند رہنے والے ان چند لوگوں میں قیس بن ساعدۃ الایادی رکاب آشنی اور بحیرا راھب ہیں اور دیگر کئی لوگ بھی شامل ہیں

سوالنمبر **69**: عرب میں بتوں کی پوجا کرنے کی بنیاد کس نے رکھی؟

جواب: عمرو بن لحی نے

سوالنمبر **70**: کیا کسی ہندو کی مشابہت کسی کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے؟ بدلیل بیان کریں

جواب: نہیں کسی کی مشابہت بھی نقصان دہ نہیں ہو سکتی

دلیل ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ ہم کو اکثم بن جون الخزاعی سے فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: اے اکثم! میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے اس سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے تم ہو اکثم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس کی مشابہت میرے لیے نقصان دہ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! تم صاحب ایمان ہو اور وہ کافر تھا سب سے پہلے اس نے دین اسماعیل کو بدلا اس نے بت نصب کیے اور بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام مقرر کیا

سوالنمبر **71**: عرب کے لوگوں میں شرک کیسے داخل ہوا پورا واقعہ لکھیں؟

جواب: ایک دفعہ عمرو بن لحی بھی مکہ سے شام کی طرف کسی غرض سے جب وہ ارض بلقاء کے "مآب" نامی مقام پر پہنچا جہاں عملاق یاعملیق بن لاذو بن سام بن نوح کی اولادقوم عمالیق آباد تھی تواس نے اس قوم کو بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا: یہ کیا ہیں جن کی میں تمہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟

تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور اگر ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہم پر بارش برسا دیتے ہیں اور ہم ان سے مددطلب کر تے ہیں تو یہ ہماری مددکرتے ہیں تو اس پر عمرو بن لحی نے ان سے کہا کہ کیا تم ایک بت مجھے نہیں ا دیتے کہ میں اس کو عرب کی سرزمین میں لے جاؤں اور اہل عرب اس کی عبادت کریں ؟ پس انھوں نے اس کو ھبل نامی بت دے دیا جسے لے کر وہ مکہ پہنچا اور یہاں نصب کر دیا اور لوگوں کو اس کی عبادت اورتعظیم کا حکم دیا ۔ اس طرح جزیرہ عرب میں بتوں کی عبادت کا تصور اور شرک پھیلا پس اس سبب سے وہ اپنے آبائی عقیدہ توحید سے دور ہو گئے

سوالنمبر 72 : زمانہ جاہلیت میں عرب کون سا تلبیہ پڑھتے تھے ؟

جواب : (لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك الا شریك هولك تملك وما ملك) ۔ اے اللہ ! میں حاضر ہوں ! م یں حاضرہوں ! میں حاضر ہوں ! تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جو تیرا ہے تو اس کا مالک اور تو ان چیزوں کا بھی مالک ہے جن کا وہ مالک ہے اجیسا کہ ابن ہشام نے نقل کیا کہ وہ پہلے تو اللہ تعالی کی تو حید کا اقرار کرتے اور پھر اپنے بتوں کو بھی اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ شریک بنالیتے لیکن وہ اللہ تعالی ہی کو ان سب کا مالک بناتے۔

سوالنمبر 73 : عربوں کی زندگی کو مختصر بیان کریں ؟

جواب : عربی لوگ انہی شعائر حنیفیت کے زیراثر زندگی گزار رہے تھے جن شعائر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام لے کر مبعوث ہوئے ۔ عربوں کی ازندگیاں عقیدۂ توحید اور ایمان و ہدایت کے نور سے معمورتھیں پھر عرب اس حق سے آہستہ آہستہ دور ہوتے چلے گئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ شرک اور کفر کی گمراہیوں اور جہالت کے گھپ اندھیروں میں گھستے چلے گئے ۔ ان کے پاس قدیم حق کے جو اصول تھے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں بھی آہستہ آہستہ کمزوری آتی گئی ۔ اس طرح ان میں اس حق کے اللہ اجو معاون لوگ تھے ان کی تعداد بھی کم ہوگئی ۔ خاتم الانبیاء حضرت محمدﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی دین حنیفیت کی وہ شمعہ نئے سرے سے روشن ہوئی تو وحی الہی نے ان کی ضلالات کو مٹا دیا اور اس کی جگہ ۔ ایمان اور توحید کی شمعہ کو روشن کیا اور عدل وانصاف اورحق کے ابنیادی اصول فراہم کیے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اصول و مبادی لے کر آئے اور دیگر شریعتوں میں سے جو تعلیمات اس وقت تک صحیح حالت میں باقی رہ گئی تھیں وحی الہی نے ان کی بھی تاکید و تائید کی اور دوبارہ ان کی طرف دعوت دی

سوالنمبر 74 : حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں کی حالت کے بارے میں تو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ تو ایک واضح چیز ہے پھر اس کو یہاں بیان کرنے میں تو وقت کا ہی ضیاع تھا اس کو کیوں بیان کیا ؟

جواب : جی ہاں یہ تو واضح ہے لیکن اس کو بیان کرنے کی وجوہات درج ذیل ہیں (1) کیونکہ بعض لوگ محض اپنے دلوں میں بعض خواہشات اور ارادوں کے پیدا ہونے سے ہی اپنے اعتقادکو کمزور کر لیتے ہیں ۔ اور اس طرح کے لوگ بھی موجود ہیں جنھوں نے اپنی عقلوں کو فکری غلامی کی بیڑیوں میں جکڑ رکھا ہے

(2) بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت سے تھوڑا قبل جاہلی معاشرے میں مثالی بیداری پیدا ہو گئی تھی جو قابل تقلید تھی ۔ اور عربوں کے منکرین میں شرک بتوں کی پوجا کے مظاہر اور ان سے منسلک دیگر خرافات جاہلیہ سے بیزاری پیدا ہوگئی تھی اور اس بیداری میں عروج حضرت محمد ﷺ بعثت اور آپ کی دعوت سے پیدا ہوا

(3) اور کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عربوں کے ہاں جو رسوم و رواج تقالید روایات اور عقائد غیبی معروف تھے جب حضور ﷺ ان کو پوری طرح ختم نہ کر سکے تو ان کو دین کو دین کا نام دیا اور ان کا اظہار اس طرح کیا گو یا کہ اللہ تعالی کی طرف سے ہی حکم آیا ہے ۔

سوالنمبر 75 : ومعنى هذه الدعوة كما لا يخفى عليك أن تاريخ الجاهلي

اس عبارت میں بیان کردہ عقیدہ اور اس کا رد بیان کریں ؟

جواب : عقیدہ:

ان کا عقیدہ یہ تھا زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ جاہلی تاریخ میں توحید کے حقائق کی آگاہی اور ہدایت میں اضافہ ہوتا رہا ۔ یعنی وہ جوں جوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے دور ہوتے گئے اور حضور ﷺ کے اور ان کے درمیان جتنی صدیاں حائل ہوتی رہیں یہ عرب اتنے ہی آپ ﷺ کی دعوت کے قریب ہوتے جارہے تھے حتی کہ یہ قرب اس وقت اپنی انتہا کو پہنچ گیا جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی

رد

تاریخ تو اس کا برعکس ثابت کرتی ہے اور اس کا مفہوم تو (الف با) کے مفہوم کی طرح واضح ہے کیونکہ ہر باحث اور آزادانہ نظریہ رکھنے والا جانتا ہے کہ جس زمانے میں حضرت محمد رسول اللہ مبعوث ہوئے یہ زمانہ دور جاہلیت کے دوسرے زمانوں کی بہ نسبت سب سے زیادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات سے دور ہٹا ہوا تھا ۔ آپ کی بعثت کے وقت عربوں میں حنیفیت کی جو تقالید باقی رہ گئی تھیں مثلا بتوں سے کراہت ان کی پرستش سے اجتناب اور بعض فضائل و مکارم کی طرف رغبت جنھیں دین اسلام انے باقی رکھا یہ شعائر و اقدار چند صدیاں پہلے جس طرح واضح طور پر ان میں موجود تھے اب اس کا دسواں حصہ بھی باقی نہ تھا لیے اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے تو اس صورت میں آپ ﷺ کی بعثت کئی صدیاں اور کئی نسلیں پہلے ہونی چاہیے تھی

سوالنمبر 76: اما اناس آخرون فقد طاب

اس عبارت میں بیان کردہ عقیدہ اور اس کا رد بیان کریں ؟

جواب : عقیدہ:ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ نے عربوں میں پائے جانے والے عقائد غیبی کو ختم کرنے کی بجائے ایک ایسے خدا کی ذات کو متعارف کروایا جو ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس لیے عرب کے باشندے اسلام کے آجانے کے بعد بھی جادو جن اور ان سے مماثلت رکھنے والے دیگر عقائد پر کار بند رہے جس طرح یہ اسلام کی آمد سے قبل خانہ کعبہ کے طواف اس کے تقدس اور اس کے شعائر ومناسک ادا کر نے پر کار بند تھے ۔ یہ لوگ اپنے اس دعوی کو دومفروضوں کی صورت پیش کرتے ہیں اور ان میں غلطی کا تصور بھی کرتے ہیں ۔ پہلا مفروضہ کہ حضرت محمد نبی نہیں تھے دوسرا مفروضہ ۔

عہد ابراہیمی کے باقی ماندہ یہ سب شعائر و تقالید عربوں نے خود ایجاد کی تھیں اور زمانہ گزرنے کے ساتھ انہوں نے خود ہی گھڑ لئے تھے اور وہ کہتے تھے خانہ کعبہ کا احترام اس کی تقدیس یہ حضرت ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کے آثار میں سے نہیں تھے بلکہ یہ چیز عربی ماحول کی پیداوار تھی اور یہ ان جملہ تقالید میں سے تھی ان دونوں مفروضوں کو ہر قسم کے ضعف اور کمزوری سے محفوظ رکھتے ہوئے یہ لوگ ان تمام دلائل اور بڑے بڑے تاریخی حقائق سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں جو ان کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں یا ان کا بطلان وفساد ظاہر کرتے ہیں۔ جب کہ یہ ایک معلوم بات ہے کہ حقیقت تک شک یہ واضح ہے کہ اس قسم کی تحقیق بے کار اور مضحکہ خیز ہے پس ہمارے لیے کسی طور بھی ممکن نہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے مختلف دلائل مثلاً وحی معجزۃ قرآن آپ ﷺ کی اور دیگر سابقہ انبیاء کی دعوتوں میں مطابقت اور آپ کے اخلاق و اوصاف سے چشم پوشی کر لیں محض اس مفروضہ کو تسلیم کرنے کے لیے کہ حضرت محمد نبی نہیں تھے۔ اسی طرح ہمارے لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ اس تاریخ سے ہی صرف نظر کر لیں کہ جس سے (واضح ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کے حکم اور اس کی طرف سے وحی کے مطابق کی تھی اور اس حقیقت سے انکار کر دیں محض یہ مفروضہ تسلیم کرنے کے لئے وہ لوگ جو اس قسم کا خیال رکھتے اور دعوی کرتے ہیں وہ اپنے اس دعوی پر کسی نوعیت کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے ایسے لوگ محض اس قسم کے تصورات بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے خوب صورت عبارات میں بیان کرتے ہیں

<u>سوالنمبر 77 : مصنف نے کہا کہ جو لوگ حضور کو نبی نہیں مانتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حضور عرب کے لوگوں میں تقالید کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے تو اس کو دین کے رنگ میں رنگ دیا ایسا دعوہ کرنے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی تو اس کی وضاحت مثال کے ذریعے فقہ السیرہ کی روشنی میں بیان کریں؟</u>

جواب: اس سلسلہ میں مشہور انگریز مستشرق حبیب کی کتاب (مذہبی فکر کی بنیاد) کو مثال کے طور پر پیش کیا جس میں اندھی تقلید کے اثرات اور اس میں مبتلا شخص کس طرح اپنی عزت جیسی خصوصیت سے لاتعلق ہوجاتا ہے اور روشن حقائق کے سامنے اندھا بہرا بن جاتا ہے اس کا نظریہ یہ ہے اسلام کی عسکری بنیاد عربوں کے پرانے عقائد اور افکار غیب پر قائم ہے پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے ان میں غور وفکر کیا اور ان میں سے جن میں کچھ تغیر و تبدل کر سکتے انہیں تبدیل کیا اور باقی ماندہ عقائد و افکار کو دین اسلام کا لبادہ اوڑھا دیا اور انہیں سے دیگر افکار اور مذہبی رسومات ایجاد کر لیں۔ اس وقت سب سے بڑی مشکل جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ اس مذہبی زندگی کا نمونہ نہ صرف عربوں کے لیے ہو بلکہ تمام اقوام وقبائل کے لیے بھی یہ قابل عمل ہو تو انہوں نے اس کیلئے قرآن کے راستہ کو اختیار کیا تو اس کتاب کا شروع سے آخر تک مطالعہ کریں تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حبیب نے اپنے کسی بھی دعوے پر کوئی دلیل نہیں دی اور اپنی عملی صلاحیتوں کے بدلے دیگر وہم اور خیالات فاسدہ کی روشنی میں اپنے خیالات و افکار مرتب کرتا رہا

<u>سوالنمبر 78 : حبیب نے عربی کتاب کے مقدمہ کا ترجمہ کرتے ہوئے کیا قارئین اس کو حقارت کی وجہ سے رد کر دیں گے تو اس نے کیا کیا؟</u>

جواب: اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا بے شک وہ افکار جو ان فصول میں بیان کیے گئے ہیں یہ مصنف کے دماغ کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ اس مفکرین کی ایک جماعت اور بڑے بڑے مسلمان مصنفین اس کے افکار پیش کر چکے ہیں جن کے ناموں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا

<u>سوالنمبر 79 : حبیب نے بطور حوالہ جو کتاب پیش کی اس کا نام لکھیں؟</u>

جواب: حبیب نے بطور حوالہ شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ البالغہ بطور دلیل پیش کی

<u>سوالنمبر 80 : حبیب نے جو عبارت ذکر کی وہ تحریر کریں نیز آپ بتائیں کہ کیا یہ عبارت درست ہے؟</u>

حضور ﷺ کی بعثت دو بعثتوں پر مشتمل تھی آپ کی پہلی بعثت بنی اسماعیل کی تھی اس بعثت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی شریعت کی بنیاد ان شعائر عبادات اور معاملات کی طرز پر ہو جو ان کے ہاں پائے جاتے ہیں کیونکہ شریعت ان کے ہاں پائی جانے والی عبادات و عادات کی اصلاح کا نام ہے نہ کہ ان کو بالکل غیر معروف چیزوں کے مکلف کرنے کا۔

یہ عبارت درست نہیں ہے حسب منشاء اس عبارت میں تحریف کی اور اس نے صرف اتنی ہی عبارت پر اکتفاء کیا کہ جس سے معنی اور مقصد بدلا جا سکتا تھا حتی کہ اس نے شاہ ولی اللہ کی طرف وہ بات منسوب کر دی جس سے آپ بالکل بری تھے

<u>سوالنمبر 81 : شاہ ولی اللہ کی کتاب میں مذکور کی عبارت لکھیں؟</u>

حنیفیت اسماعیل کے ساتھ مبعوث ہوئے تاکہ اس میں پیدا ہو۔ والی کجی کو دور کریں اس میں پائی جانے والی تحریف کا ازالہ کریں اور اس شریعت کی اشاعت کریں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے : (ملة ابیکم ابراهیم)

ترجمہ کنز الایمان:

پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی

۔ جب معاملہ اس طرح ہے تو لازم اس ملت کے اصول وطرق مقرر ہوں۔ نبی اکرم جب ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے جس میں سنت راشدہ کے بقایا جات موجود تھے تو ان میں کسی تغیر و تبدل کی کوئی گنجائش نہ تھی بلکہ انہیں باقی رکھنا واجب تھا کیونکہ یہ چیز ان کے نفوس سے زیادہ مانوس تھی اور ان کے لیے بہت مضبوط حجت کے طور پر قائم تھی۔ اور لوگ اپنے باپ اسماعیل علیہ السلام کے طریقے پر قائم تھے اور ان کی تربیت پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ عمرو بن لحی نے اپنی اس رائے کو اس میں داخل کر دیا جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اس نے بتوں کی پوجا کو رواج دیا بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے اور ان کے کان چیرنے کے طریقے کو رائج کیا اس وقت دین میں فساد اور پیدا ہوا۔ صحیح اور غلط چیزیں خلط ملط ہوئیں اور ان پر جہالت شرک اور کفر کا غلبہ ہو گیا پس ان حالات میں اللہ تعالی نے حضرت محمد کو مبعوث فرمایا تاکہ آپ ان کی درستگی اور اصلاح کر دیں تو حضور ﷺ نے ان کی شریعت کو دیکھا اس میں جو چیزیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طریقے سے تھیں ان کو باقی رکھا اور جو ان کی تقالید تھیں یا شرکیہ عقیدہ تھا اس کو باطل قرار دے دیا

<u>سوالنمبر 82 : اگر حبیب نے ان کی عبارت میں تحریف ہی کرنی تھی تو اس نے حوالہ کیوں پیش کیا؟</u>

جواب: تاکہ کوئی بھی قاری اپنے آپ مشقت میں ڈالتے ہوئے اصل کتاب سے اور وہ اس بات پر مطمئن ہو گیا